

اثباتِ اعادۂ رُوح

میّت کے جسم میں رُوح کے اعادہ کا اثبات اور
ڈاکٹر مسعود عثمانی صاحب کے اعتراضات کا
عِلّیٰ و تحقیقی جواب

تالیف

عاصم بن عبد اللہ آلِ مُعمر القریوتی

ترجمہ از عربی :- ارشد حسن ثاقب

www.KitaboSunnat.com



معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مَجْلِسُ التَّحْقِيقِ الْإِسْلَامِيِّ کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 www.KitaboSunnat.com

جو پائے راہ کے نام

میں اپنی اس حقیر کاوش کو ان متلاشیانِ حق
کے نام کرتا ہوں جو کتاب و سنت کی روشنی میں
منزلِ ہدایت کی طرف رواں دواں ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

اعتذار

اس کتابچے کا ترجمہ برادر م مولانا حافظ عبدالشکور
فیصل آبادی نے کیا تھا جزاء اللہ خیرا
لیکن اس کے بعض اجزاء میرے پاس سے گم ہو
گئے جس کی وجہ سے دوسری مرتبہ ترجمہ کرانے کی
ضرورت پیش آئی۔

1541

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ
بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ الْفُسٰیۡنَا وَ مِنْ سَيِّۡاۡتِ اَعْمَالِنَا مَنۡ
يَّهْدِہٖ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضِلّۡہٗ فَلَا هَادِیَ لَہٗ وَ
اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْہَدُ
اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَ
اَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ۔ اَمَّا بَعْدُ

ڈاکٹر مسعود عثمانی صاحب کی کتاب 'یہ قبریں یہ آستانے' نظر سے گزری۔
جس میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ تکفیرین
(منکر تکفیر) کے سوالات کے وقت مردے کے جسم میں دوبارہ روح ڈالے
جانے کے سلسلے میں آنے والی روایات صحیح نہیں ہیں۔ اس ضمن میں ڈاکٹر صاحب
مذکور نے حضرت براء بن عازب کی روایت کو بھی رو کیا ہے۔ اور اس حدیث
کے دو راویوں 'منہال بن عمرو' اور 'زاذان' کو مطعون کر کے اس حدیث کو
رد کرنے کی راہ نکالی ہے۔

جب میں نے یہ محسوس کیا کہ ان کا کلام حتیٰ کے خلاف اور اسلاف امت
کے مسلک سے یکسر علیحدہ ہے تو میں نے اپنی بے بضاعتی اور کم مائیگی کے
باوصف حتیٰ کی وضاحت اور اس کے دفاع کیلئے کمر بستہ کسی اور جب کہ
میں نے اس کتاب میں ایک عظیم فتنہ محسوس کیا۔ جو بعض جوایانِ راہِ ہدایت اور

اطالبانِ علم کیلئے مقدرت رساں ہو سکتا تھا تو میں نے استخارہ کیا اور جواب لکھنا شروع کیا۔

میں نے اس مضمون کو مندرجہ ذیل ابواب میں تقسیم کیا ہے۔

- ۱۔ بابِ اول : ملا دیل تکفیر کرنے کے نقصانات۔
- ۲۔ بابِ دوم : حدیث براہین عازب کی تخریج، اس کی صحت کا بیان اور اس کی بعض اسناد اور روایات۔
- ۳۔ بابِ سوم : بکیرین کے سوالات کے وقت جسم میں روح کے لٹانے جانے کا عقیدہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے اور اس موضوع پر کئے جانے والے بعض شبہات کا جواب۔
- ۴۔ ڈاکٹر عثمانی صاحب کی علمی خبیاتوں اور راویانِ حدیث کے تراجمِ حالات سے موصوف کی بے خبری کا بیان۔
- ۵۔ خاتمہ۔

وباللہ وحده نستعین والحمد للہ رب العالمین

۲۰ ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ

حامد بن عبد اللہ آل عمر القریوٹی

باب اول

بلا دلیل تکفیر کرنے کے نقصانات

ڈاکٹر عثمانی صاحب کے رسائل سے اور ان کے پیروکاروں کے ساتھ مختلف مواقع پر ہونے والی گفتگو سے یہ محسوس ہوا ہے کہ یہ حضرات تکفیر و کفر کا فتویٰ صادر کرنے میں بہت غلو سے کام لیتے ہیں۔ اور ان ائمہ اسلاف کا استہزاء و تمسخر تو ان کے ہاں معمول بن چکا ہے۔ جن کی امانت و دینداری، تقویٰ و طہارت، حسن سیرۃ اور صحت اعتقاد پر پورا عالم اسلام شاہد ہے اور میں نے یہ بھی دیکھا ہے۔ کہ ان حضرات سے جو کوئی بھی اختلاف رائے کے اس پر فوراً کفر کا فتویٰ داغ دیتے ہیں۔ اگرچہ وہاں اختلاف اور اجتہاد کا موقع کیوں نہ ہو۔ لیکن ان حضرات کے نزدیک تکفیر کیلئے اتنا ہی کافی ہوتا ہے کہ دوسرا شخص ان سے علیحدہ اور مختلف رائے رکھتا ہے۔ اس سنگین صورت حال کو دیکھتے ہوئے میں نے یہ فردی سمجھا کہ اپنے ان بھائیوں کے سامنے تکفیر سے مترتب اور متفرع ہونے والے اثرات و نقصانات پیش کروں یہاں چند امور ذکر کرتا ہوں جو کسی شخص پر کفر کا فتویٰ لگانے سے متفرع ہوتے ہیں :

(۱) ایسے شخص کی بیوی کیلئے اس کے ساتھ رہنا جائز نہیں اور اس سے اس کی بیوی کو علیحدہ کر دینا واجب ہے کیونکہ باجماع امت مؤمنہ عورت کا فکرم

نکاح میں نہیں رہ سکتی۔

۲۔ ایسا شخص اسلامی معاشرے کے حق ولایت و نصرت سے محروم کر دیا جائیگا۔ کیونکہ وہ کفر کی وجہ سے اسلامی معاشرے سے نکل چکا ہے اور اپنے کفر کے ذریعہ اس نے اسلامی معاشرے کے خلاف بغاوت کی ہے۔

۳۔ چونکہ وہ اسلام لانے کے بعد کافر ہوا ہے۔ لہذا اس کا مقدمہ عدالت میں لے جایا جائے گا۔ تاکہ اس پر شرعیات کے مطابق مرتد کے احکام جاری کئے جائیں۔ ۴۔ جب وہ مرجائے گا تو اس پر مسلمانوں کے احکام جاری نہ ہوں گے نہ اُسے غسل دیا جائیگا۔ اور نہ ہی اس کی وراثت اس کے مسلمان رشتہ داروں کو مل سکے گی۔

۵۔ اسی کفریہ حالت میں مرجانے کی صورت میں اللہ کی لعنت، راور اس کی رحمت سے دُوری، کاستحق ہوگا اور جہنم اس کا ابدی ٹھکانہ ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ۔ (ماخوذ از ظاہرۃ التکفیر، مؤلف: شیخ القرطابی)

چونکہ تکفیر کا مسئلہ انتہائی پرخطر ہے اور اس پر مندرجہ بالا تمام مسائل متفرع ہوتے ہیں۔ اس لئے اس مسئلہ میں انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے۔ تاکہ ہم مسلمانوں کو ان کے دین سے خارج نہ کر بیٹھیں یا حدیث کی رد سے رک جس نے اپنے بھائی کو یا کافر کہہ کر پکارا تو یہ کلمہ کفر ان میں سے کسی ایک کی طرف لٹے گا، کہیں خود حلقہ کفر میں داخل نہ ہو جائیں۔

یہ ہمارا ہمدردانہ مشورہ اور مخلصانہ نصیحت ہے۔ (وإن الذین یؤمنون
تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ)

باب دوم

حدیث برائے ابن غازی کی تخریج، اس کی صحت کا بیان اور اس کی بعض دیگر اسناد کا ذکر:

(.....) قَتَعَادُ رُوْحُهُ فِي جِسْمِهِ قَالَ : فَاتَهُ يَسْتَعْمُ خَفَقَ نَعَالَهُمْ
اِذَا وَاَوَاعَنَهُ مَدْبُوْرِيْنِ۔) اس حدیث کی مختلف روایات اور کثیر طرق (اسناد)
ہیں جیسا کہ قرطبیؒ نے تذکرہ (رق ۸۴/۲) میں ذکر کیا ہے اور ابن قیمؒ نے روحؒ میں
اور سیوطیؒ نے شرح الصدور میں نقل کیا ہے۔ (۱) متفق تصنیف میں
اس کے مختلف طرق کو جمع کیا ہے جو قارئین کے استفادہ کے لئے ہم پیش کرتے
ہیں۔ ملاحظہ ہو سنن البو داؤد (جلد ۲۸/۲) مستدرک حاکم (جلد ۳/۳) مسند البو داؤد
الطیاسی (جلد ۵۳) (الاجزائی فی الشریعہ ۳۶ تا ۳۷) مسند امام احمد (جلد ۴ صفحہ نمبر ۲۸۷،
۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، سنن نسائی (جلد ۲۸/۲) سنن ابن ماجہ (جلد ۴۹-۴۵
جلد ۱)، البیہقی فی شعب الایمان (جلد ۲۸/۲) صصح ابن جہان، صصح ابو عوانہ
الاسفرائینی، شرح العقیدۃ الطحاویہ (جلد ۲۴۹)

اس حدیث کی صحت کے قائلین

- ۱۔ المافظ الحاکم فرماتے ہیں صحیح علی شرط الثمینی کہ یہ روایت صحیح ہے اور امام بخاری
اور امام مسلم کی شرط اور معیار کے مطابق ہے (جلد ۱/۳۷)

- ۲۔ الحافظ الذہبی : انھوں نے حاکم کی مذکورہ بالا تصحیح کی تائید کی۔
 - ۳۔ حافظ ابن القیم : اعلام الموقعین ص ۲۱۲ جلد ۱، تہذیب السنن ص ۳۳۴ جلد ۲۔
 - ۴۔ حافظ ابو نعیم : ابن القیم نے ان کا قول مذکورہ بالا حوالے میں نقل کیا ہے۔
 - ۵۔ حافظ ہیثمی : شعب الایمان ص ۲۸۱ جلد ۱۔
 - ۶۔ الشیخ محمد ناصر الدین الالبانی : انھوں نے حافظ ذہبی اور حاکم کی اس حدیث کو صحیح قرار دینے میں تائید کی اور فرمایا کہ ہو کما قالہ کہ یہ ویسی ہی ہے جیسے مذکورہ ہر دو بزرگوں نے فرمایا ہے یعنی شیخین کے معیار کے مطابق اور صحیح ہے۔ (احکام الجنائز ص ۱۵۶)
- ان کے علاوہ دیگر ائمہ ہدیٰ بھی اس کے قائل ہیں۔

حدیث براء کے ضعف کے قائلین

- ۱۔ ابن حزم : الملل والنحل ص ۶۸-۶۹ جلد ۲۔
انھوں نے اس حدیث کو حضرت منہال بن عمرو کے تفرّد کی وجہ سے ضعیف قرار دیا اور کہا کہ منہال ثقہ راوی نہیں ہے۔
جواب : آگے چل کر یہ ثابت کیا جائے گا کہ منہال بن عمرو ثقہ ہے (فصل چہارم ملاحظہ ہو) اور چونکہ وہ ثقہ ہے اس لئے اس کا تفرّد اس حدیث کو ضعیف قرار دینے کیلئے کافی نہیں ہے۔ نیز یہ کہ تفرّد کا قول سرے سے غلط ہے اس حدیث کو اور راویوں نے بھی نقل کیا ہے اور منہال کی تائید کی ہے۔
- ۲۔ ابو حاتم بن حیان : انھوں نے حدیث کو اس بنا پر ضعیف قرار دیا ہے کہ زاذان

کا سماع حضرت برادر بن عازب سے ثابت نہیں ہے۔

اس کا جواب: ابن القیم نے یہ دیا ہے کہ زاذان کا حضرت برادر سے سماع ثابت ہے۔ اور خود اس کے الفاظ ہیں سمعت البرادر بن عازب (میں نے برادر بن عازب سے سنا) البوعوانہ لاسفرائینی نے بھی یہ نقل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو ابن القیم کی تہذیب السنن ص ۳۳۷ جلد ۴۔

نیکرین کے سوالات کے وقت روح کے لوٹانے کے متعلق حضرت برادر بن عازب سے مروی حدیث کے زاذان اور منہال کے علاوہ دیگر طرق!

(۱) حافظ ابو عبد اللہ بن منہ اپنی کتاب الروح والنفس میں فرماتے ہیں نیز ابن القیم کی الروح ص ۲۹ میں ہے:

۱۔ اخبرنا محمد بن يعقوب بن يوسف حدثنا محمد بن اسحق الصغار أنبأنا ابوالنضر هاشم بن القاسم حدثنا عيسى بن المصيب عن عدي بن ثابت عن البرادر بن عازب قال خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في جنازة رجل من الأنصار فذكر الحديث وفيه ان الروح تعاد الى القبر وادق الملكين يجلسان الميت وينطقانه

۲۔ پھر ابن منہ اسی حدیث کو دوسرے طریق سے روایت کرتے ہیں محمد بن سلمة عن خصيف عن مجاهد عن البرادر بن عازب قال كنا في جنازة رجل..... فذكر الحديث۔

ان دونوں روایات میں منہال اور زاذان کا واسطہ نہیں ہے لہذا ان دو راویوں کے مطعون ہونے سے اس حدیث کے ضعیف ہونے کا استدلال باطل

ہو گیا۔

کیونکہ اس حدیث کو ان کے علاوہ دوسرے راوی بھی روایت کر رہے ہیں۔
اس بنیاد کے معدوم ہو جانے کے بعد اس پر تعمیر کردہ کج فکری کی ساری عمارت
از خود زمین بوس ہو جاتی ہے۔

اعادۂ روح کے موضوع پر حضرت ابوہریرہ کے روایت جو اسناد متصل
صحیح کے ساتھ علی شرط الشیخین مروی ہے۔

ابن ماجہ القزوی رحمۃ اللہ اپنی سنن (جلد ۲ مع حاشیہ السنن) میں
فرماتے ہیں:

حدثنا ابو بکر بن ابی شیبہ ثنا شبابہ عن ابن ابی ذئب عن محمد بن
عمر بن عطاء بن سعید بن یسار عن ابی ہریرۃ ان المہیت تحضرہ الملائکہ
... الحدیث

اس حدیث میں روح کے قبر میں دوبارہ لوٹائے جانے کا واضح ذکر موجود ہے۔
میں کتنا ہول:

یہ سند صحیح متصل اور علی شرط الشیخین ہے علامہ بوہیری اس کے بارے میں
فرماتے ہیں اسناد کا صحیح رجالہ ثقات اور حافظ البونعیم فرماتے ہیں:-
ہذا حدیث متفق علی عدالۃ ناقلیہ اس حدیث کے ناقلین کی عدالت
پر اُمت کا اتفاق ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ حدیث متعدد طرق سے مروی اور مختلف اسانید سے
ثابت ہے اور ہر سند دوسری سے بڑھ کر ہے۔ والحمد للہ علی توفیقہ۔

باب سوم

فہستروں کے سوال و جواب کے وقت روح کے لوٹائے جانے کا عقیدہ اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے۔

علامہ ابن ابی العز الحنفی رحمۃ اللہ اپنی عظیم کتاب شرح العقیدہ الطحاویہ ص ۴۵ میں حضرت براء بن عازب کی پوری حدیث نقل کر کے فرماتے ہیں روذہب الی موجب ہذا الحدیث جمیع اہل السنۃ والجماعۃ کہ اس حدیث میں بیان کردہ مسئلے پر تمام اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے۔ علامہ جو صوف ص ۴۵ پر مزید فرماتے ہیں :-

قبر میں سوال صرف روح سے نہیں ہوگا جیسے ابن حزم وغیرہ کا قول ہے نیز ان لوگوں کا قول بھی باطل ہے جو کہتے ہیں کہ سوال صرف بدن سے روح کے بغیر ہوگا۔ صحیح احادیث ان دونوں اقوال کی تردید کرتی ہیں اور اسی طرح مذاہب قبر بھی باتفاق اہل سنت والجماعت روح اور بدن دونوں کو ہوتا ہے۔

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ صحیح مسلم شریف کی شرح ص ۲۱۰ جلد ۱۷ میں رقم طراز ہیں (وَالْمُعَذِّبُ عِنْدَ أَهْلِ السَّنَةِ الْجَسَدُ بَعِيْنَهُ أَوْ بَعْضُهُ بَعْدَ إِعَادَةِ الرُّوحِ إِلَيْهِ أَوْ إِلَى جِزْمِهِ وَخَالَفَ فِي ذَلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ جَوْرِ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَثَامٍ وَطَائِفَةٌ فَقَالُوا لَا يَشْتَرِطُ إِعَادَةُ الرُّوحِ)

ترجمہ: اہل اللہ والجماعت نے نزدیک عذاب پورے یا بعض جسم کو ہوتا ہے جب کہ سارے جسم میں یا اس مخصوص حصے میں دوبارہ روح ڈال دی جاتی ہے۔ اس میں محمد بن جریر، عبد اللہ بن کرام اور ایک جماعت نے اختلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ روح کا اعادہ ضروری نہیں ہے۔

کتب احادیث کا مطالعہ کرنے والے حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مذاب قبر، نعیم قبر، اور نیکرین کے سوال و جواب کے بارے میں تواتر کے ساتھ احادیث وارد ہیں۔ ان احادیث متواترہ کی روشنی میں ان تینوں چیزوں کے ثبوت پر ایمان و اعتقاد واجب ہے۔ لیکن ان کی کیفیت کے بارے میں حتمی کلام نہیں کی جاسکتی۔ کیونکہ عقل انسانی ان کی کیفیت سے پوری طرح آگاہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ انسانی عقل برزخ کے احوال و واردات سے قطعی نا آشنا ہے۔ اور برزخ کا دائرہ اس کی دسترس سے باہر ہے۔ اس لئے برزخی معاملات میں عقل کوئی راستے قائم کرنے سے معذور ہے اور یہاں یہ بات بھی ملحوظ رکھنی چاہئے کہ شریعت ایسے احکام یا افکار پیش نہیں کرتی جو عقلی طور پر محال ہوں البتہ بعض احکام یا افکار ایسے ضرور ہوتے ہیں جو عقل محدود کے دائرہ فکر سے بالا اور اس کی دسترس سے باہر ہوتے ہیں۔ وہاں اگر عقل ٹھک بار کر بیٹھ جائے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ محال ہے ایسے ہی بعض امور سطحی عقول سے متصادم بھی نظر آتے ہیں اور یہاں پر روح کا دوبارہ جسم میں ڈالا جانا اس انداز میں نہیں بتلایا جا رہا جس انداز میں اس دنیا کے اندر روح کا رشتہ بدن کے ساتھ قائم ہے جس رشتے کی وجہ سے روح بدن کو زندہ اور متحرک رکھتی ہے اور جس کی وجہ سے بدن کھانے پینے اور دیگر اشیاء کا

محتاج ہوتا ہے، بلکہ اب اس کا اعادہ دنیا کے انداز سے مختلف ہوگا اور اس فرض سے ہوگا کہ متوفی سے سوال و جواب کیا جائے اور قبر میں اس کا امتحان لیا جائے۔ یہ اعتقاد حق ہے اور اس سے انکار سراسر خطا،۔

اعادہ روح کا لفظ سن کر چونکہ فوری طور پر بعض اذہان روح و بدن کے دنیوی تعلق کا تصور قائم کر لیتے ہیں اور پھر اس کا انکار کرنے لگ جاتے ہیں اس لئے یہاں ہم یہ بتلانا بھی مناسب سمجھتے ہیں کہ روح کا بدن کیساتھ پانچ قسم کا تعلق ہے اور ہر تعلق کا علیحدہ حکم ہے۔

(۱) روح کا بدن سے تعلق، جبکہ وہ ماں کے پیٹ میں جنین ہوتا ہے۔

(۲) روح کا بدن سے تعلق، دنیا میں آ جانے کے بعد۔

(۳) روح کا بدن سے تعلق، نیند کی حالت میں کیونکہ نیند میں روح کا ایک گونہ تعلق اور ایک گونہ انقطاع ہوتا ہے۔

(۴) روح کا بدن کے ساتھ برزخ میں تعلق، روح کے جسم سے علیحدہ ہو جانے کے بعد بھی اس کا جسم سے ایک گونہ تعلق باقی رہتا ہے اگرچہ اس تعلق کی وجہ سے بدن کو دنیوی زندگی حاصل نہیں ہو سکتی، یہی برزخی زندگی ہے۔ جس کا ادراک نہیں کیا جاسکتا۔

(۵) روح کا بدن سے تعلق قیامت کے دن، روح و بدن کا یہ سب سے کامل تعلق ہے اس سے قبل جسم اور روح کے تعلق کی جتنی اقسام گزری ہیں۔ ان کا اس قسم سے مقابلہ نہیں کیا جاسکتا کیونکہ یہ ایسا تعلق ہے جس کے قائم ہو جانے کے بعد نہ موت آئے گی نہ نیند نہ فساد اور خرابی، اور نیند بھی

موت ہی کی ایک جھلک ہوتی ہے۔ روح اور بدن کے تعلق کی مذکورہ بالا انواع پر غور و فکر کرنے سے اس قسم کے بے شمار اشکالات از خود حل ہو جائیں گے۔

ملاحظہ ہو: الروح ص ۴۲-۴۳، شرح العقیدہ الطحاویہ ص ۲۵۱

محترم قارئین! گزشتہ سطور سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ میت کے جسم میں روح کے دوبارہ ڈالے جانے کا عقیدہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے اور یہ اہل تشیع کا انفرادی عقیدہ نہیں ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹر صاحب موصوف نے لکھا ہے آپ قرآن و سنت کی روشنی میں ثابت ہونے والے افکار و احکام کی اتباع کریں کہ اسلام کے یہی دو بنیادی ماخذ ہیں اور اہل سنت والجماعت اس جماعت حقہ کا نام ہے جس کا ساتھ دینے والا کبھی راہ ہدایت سے ہٹ سکتا۔ اس لئے ڈاکٹر صاحب سے بھی گزارش ہے کہ وہ بھی قرآن و سنت کی روشنی میں ثابت شدہ نظریات اور اہمیت مسلمہ کے مسلمہ عقائد سے انکار کر کے امت سے علیحدہ راہیں تلاش نہ کریں۔

شبہات اور ان کے جوابات

یہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ جن اشخاص کو درندوں کے چیر بھاڑ کھایا ہو یا جل کر خاکستر ہو گئے ہوں اور ان کے ذرے ہوائیں بکھر گئے ہوں یا جو سمندر میں غرق ہو گئے ہوں یا جن کا جسم کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا ہو تو ان کا اعادہ روح کیسے ہو گا۔

یہ بلاشبہ

جواب | یہ ہے کہ اس سے زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ مذکورہ بالا مردوں کی معروف قبر نہیں ہوگی۔ لیکن اس صورت میں بھی عذاب داگر وہ مستحق عذاب ہوتے، ان کے جسم اور روح دونوں کو ہوگا جیسے عام قبر میں دفن ہونے والوں کو ہوگا۔ اور احادیث میں جو پسیوں کے ایک دوسرے میں داخل ہو جائے کا ذکر آتا ہے۔ اس پر ہمارا ایمان ہے لیکن ہم اس کی کیفیت کو نہیں جانتے۔ یہاں یہ جانتا ضروری ہے کہ قبر کا عذاب اور راحت و آسائش دنیا کے عذاب و راحت سے کیسے مختلف ہے۔ ان کا انداز بھی مختلف ہے چنانچہ اگر دو آدمیوں کو پہلو پہلو دفن کر دیا جائے تو عین ممکن ہے کہ ایک جہنم کے عذاب میں مبتلا ہو اور دوسرا جنت کی نعمتوں سے بہرہ اندوز ہو رہا ہو نہ ایک کا عذاب دوسرے کے لئے باعث آزار بنے نہ دوسرے کی راحت و آسائش اس کے لئے موجب فرحت ہے۔ دونوں کا اپنا اپنا معاملہ ہے۔ بظاہر جسم ایک ساتھ ہیں لیکن انجام مختلف ہے اور چونکہ عذاب و انعام کی کیفیت عالم برزخ میں دنیوی عذاب و انعام کی کیفیت سے مختلف النوع ہے۔ اس لئے ایک کا دوسرے پر کوئی اثر نہیں۔ یہ قدرت خداوندی کا ایک ادنیٰ نمونہ ہے۔ اس کی قدرت تو اس سے کہیں بالا و برتر ہے لیکن لوگ ہیں کہ ان چیزوں کا انکار کرنے کا تہہ کئے بیٹھے جن کی تفصیلی کیفیت کا ادراک تک نہیں رکھتے۔ ملاحظہ ہو العقیدہ الطحاویہ ۲۵۲

اس کیفیت کو سمجھنے کے لئے اس دنیا میں ہی اس کی نظیر قائم کر دی گئی تاکہ سطحی ذہن کے لوگ اسے مستبعد اور محال نہ قرار دے دیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی نیند میں اچھا خواب دیکھ رہا ہے اور اس خواب سے محفوظ بھی ہو رہا

ہے۔ یا کوئی بہت ڈراؤنا خواب دیکھ رہا ہے کسی شدید مصیبت میں مبتلا ہے اور خواب میں گریہ زاری کر رہا ہے لیکن ان کے پاس ہی بیٹھا ہوا شخص نہ ایک کی لطف اندوزی سے محظوظ ہو سکتا ہے اور نہ دوسرے کی گریہ زاری پر مطلع۔

بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اعادہ روح کا عقیدہ قرآن کریم کی آیت ”وَمَنْ وَّرِثَهُمْ بَرَزَخُ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ“ اور ربنا اَمْتَنَا اَثْنَتَيْنِ وَاَحْيَتَنَا اَثْنَتَيْنِ کے ساتھ متضاد ہے۔

یہ ہے کہ روح کے اعادہ کا تعلق برزخی احوال سے ہے اور یہ اعادہ عام دنیوی تعلق سے مختلف کیفیت کے ساتھ ہے اور برزخ

سے دنیا اور آخرت کے درمیان جو عرصہ حائل ہے وہ مراد ہے جیسا کہ حضرت مجاہد کا قول ہے جسے علامہ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر ص ۲۵۶ جلد ۳ میں نقل کیا ہے تو اس

عقیدے کا اس آیت سے تو تعارض نہ ہوا۔ دوسری آیت جس میں اہل جہنم سے حکایتاً ذکر آیا ہے (ربنا اَمْتَنَا اَثْنَتَيْنِ وَاَحْيَتَنَا اَثْنَتَيْنِ) تو اس کی تفسیر وہی مقبر

ہے جو اسلاف امت رضی اللہ عنہم نے کی۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ آیت کا مفہوم بالکل وہی ہے جو سورہ بقرہ کی آیت (وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ

ثُمَّ يَمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُونَ) کا ہے اس روایت کو ابن جریر نے اپنی تفسیر ص ۲۴ جلد ۲ میں نقل کیا ہے نیز حاکم نے مستدرک ص ۳۳ جلد ۲

نقل کیا اور فرمایا کہ صحیح علی شرط الشیخین اور امام ذہبی نے بھی ان کی موافقت کی ہے۔ نیز علامہ سیوطی نے درمنثور ص ۳۴ جلد ۵ میں مزید اضافے کے ساتھ

نقل کیا ہے کہ رُكُنُوا اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ اَخْرَجْهُمْ فَاَحْيَاهُمْ ثُمَّ

یہ تھمے تھمے پھر بعد الموت، کہ وہ اپنے آباء کی صلب میں مردہ تھے پھر انہیں نکالا اور زندہ کیا پھر انہیں موت دے دے گا اور اس موت کے بعد دوبارہ زندگی دے دے گا۔

اس اضافے کو فریانی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن المنذر اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے جیسے سیوطی نے کہا۔ اس کے بعد ابن کثیر نے کہا اور اسی طرح ابن عباس، متاک، قتادہ اور ابوالکاک کا بھی یہی قول اور مسلک ہے اور یہی حق و صواب ہے اور یہاں قیامت سے پہلے ان کی اوداج کی موت ہرگز مراد نہیں لے جاسکتی کیونکہ اس صورت میں تین موتیں ثابت ہوتی ہیں۔ جبکہ ان دونوں آیات میں دو دفعہ کی موت کا ذکر ہے نیز یہ کہ روح کی موت اس کی جسم سے علیحدگی اور جسم سے خروج ہے اور کُلّی طور پر طرح نہ تو ختم ہوتی ہیں نہ فنا ہوتی ہیں۔ بلکہ یہ عذاب یا نعمت دونوں حالتوں میں باقی ہوتی ہیں۔ قرآن کریم میں مومنین کے بارے میں ارشاد ہے۔ (لَا یَذْقُونَ فِیْهَا الْمَوْتَ الْاُولٰٓئِیۡ) متفاد از الغیۃ الطحاویہ ص ۲۲۷، الآیات البینات للعلامة آوسی ص ۵۷

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم نے قرآن و حدیث سے دلائل جمع کر دیئے اور محض ذہنی پراگندگی کے پیدا کردہ کسی من گھڑت تعارض کی وجہ سے ہم نے قرآن و سنت کو متصادم نہیں کیا۔ اللہ کی رحمتیں ہوں اس پر جس نے یہ قلندرانہ سخن گسری کی تھی کہ شریعت وہ افکار و احکام پیش نہیں کرتی جو عقل کے نزدیک محال ہوں ہاں کبھی ایسے احکام ضرور آتے ہیں جو عقل کی دسترس سے باہر ہوتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہمیں ڈاکٹر صاحب کے کلام پر جو اعتراضات ہیں ان کا اجمالی خاکہ ہم یہاں درج کر رہے ہیں۔

۱۔ ڈاکٹر صاحب نے "المیزان" اور "التہذیب" سے مذکورہ رادیوں پر کی جانے والی جرح ہی کو نقل کیا ہے اور تعدیل کا مطلقاً ذکر نہیں کیا۔ اس طرح محضوں نے قارئین کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ مذکورہ رادیوں پر کی جانے والی جرح نہایت معتبر ہے لہذا وہ مجروح اور ماقط الاعتبار ہیں اور یہ کہ معتبر ائمہ میں سے کسی نے بھی ان کی تعدیل نہیں کی ہے۔ یا کم از کم یہ کہ مذکورہ رادیوں کے متعلق کی جانے والی بحث میں جرح و تعدیل سے زیادہ معتبر ثابت ہوئی ہے حالانکہ یہ بات حقیقت کے سراسر خلاف ہے۔ انہی کتابوں میں ائمہ کے اقوال دیکھے جائیں تو ان رادیوں کی تعدیل و توثیق پر ائمہ اسلام کی ایک کثیر جماعت متفق نظر آتی ہے۔ ملاحظہ ہو المیزان ص ۱۹۲ جلد ۴۔ "تہذیب التہذیب" ص ۲۱۹ تا ۲۲۰ جلد ۱۔

۲۔ ڈاکٹر صاحب نے حوالہ جات کے ذیل میں لکھا ہے کہ ابن معین، منہال بن عمرو کے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتے تھے لیکن تہذیب ص ۲۲ جلد ۱ میں ابن معین سے دو رائیں منقول ہیں ایک ان کی توثیق میں اور دوسری جو ڈاکٹر صاحب نے نقل کی ہے۔ اب چاہیے تو یہ تھا کہ ڈاکٹر صاحب ابن معین کی ہر دو آرا کو نقل کرتے اور جس رائے کو مرجوح اور غیر معتبر سمجھتے۔ اس کا علمی انداز میں جواب دے دیتے۔ یہ کہاں کی حق پرستی اور کس دیس کا انصاف ہے کہ اپنی مرضی کا قول نقل کر کے دوسرا قول ہضم کر لیا جائے اور قاری کو یہ

تاثر دیا جائے کہ قائل کی صرف یہی ایک رائے ہے۔

نم۔ ڈاکٹر صاحب کی کتاب کا مطالعہ کرنے والے حضرات نے دیکھا ہوگا کہ

منہال کی تضعیف کے بیان کے موقع پر وہ اپنے جملے

عکس نمبر ۳ پر رک جاتے ہیں۔ اور اس کے آگے ڈیش — کی علامت

ڈال کر اس کے بعد ابن معین کا قول شروع کر دیتے ہیں کہ وہ منہال کے بارے

میں اچھی رائے نہیں رکھتے تھے۔ آپ اس ڈیش (—) کا براہ راست تہنیب

(حصہ ۳ جلد ۱۰) میں مفہوم تلاش کریں گے تو انگشت بندناں رہ جائیں گے۔ کہ

ڈاکٹر صاحب نے اول و آخر کے دو اقوال پر تضعیف کی عمارت کھڑی کی

ہے اور درمیان میں ڈیش (—) کا نشان لگا کر جس مقام سے جی چراگئے ہیں

وہ مقام مذکورہ راوی کی ثقاہت و عدالت کی گواہی دے رہا ہے اور اس طرح

ڈاکٹر صاحب کی تصوراتی عمارت دھڑم سے گر جاتی ہے۔ اس ایک ڈیش

— میں ڈاکٹر صاحب مندرجہ ذیل اہم چیزیں لپیٹ گئے ہیں۔

۱۔ ابن معین اور نسائی کی طرف سے منہال کی توثیق۔

ب۔ شعبہ کے منہال کو چھوڑنے کا ذکر اور اس پر وہب بن جریر کا یہ اعتراض کہ

”فہلا سألته عسی کان لا یعلم“

ج۔ علامہ عجمی کی طرف سے منہال کی توثیق کو فی ثقہ

د۔ امام دارقطنی کا ان کے بارے میں یہ قول کہ ”صدوق“

ڈاکٹر صاحب ان چار شواہد کو ڈیش — کے نیچے کیوں دبا گئے۔ اس

کا جواب قاری پر چھوڑنا ہوں۔

۴۔ آپ چوتھی سطر سے لے کر ساتویں سطر تک عکس خط کا مطالعہ کریں گے تو پھر وہی ڈیش کا نشان ”—“ آپ کو ملے گا ہم نے جب یہ دیکھا تو خیال آیا کہ سب سابق یہاں بھی طوفان پلٹے ہوں گے چنانچہ ہم نے تہذیب التہذیب کھولی اور صفحہ ۳۲ جلد ۱۰ پر متعلقہ مقام کو دیکھا تو ڈیش ”—“ کی غرض سمجھ میں آگئی یہاں بھی ڈاکٹر صاحب کے مفاوآت پر زرد پڑتی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے یہاں پر ڈیش کے ذریعہ جو چیزیں چھپانے کی کوشش کی ہے وہ یہ ہیں۔

۱۔ جس واقعہ ڈاکٹر صاحب نے نقل کیا ہے۔ اس کی سند کو حذف کر دیا گیا ہے۔ اور یہ اس لئے کیا کہ اس کی سند پر جرح کی گئی ہے۔

جس واقعہ کو ڈاکٹر صاحب نے نقل کیا ہے متعلقہ مقام پر اس کی تردید مذکور ہے اور حافظ ابن حجر کا اس واقعہ کے متعلق یہ قول بھی مذکور ہے۔ قلت محمد بن عمر الحنفی راوی الحکایۃ فیہ نظرہ ر اس واقعہ کا راوی محمد بن عمر الحنفی متحمل نظر ہے

۲۔ چونکہ ان تردیدوں سے ڈاکٹر صاحب کے مقاصد کی راہ میں رکاوٹ پیدا ہوتی تھی۔ اس لئے ان کو بھی ڈاکٹر صاحب نے ڈیش ”—“ کی نذر کر دیا۔ اور اپنے مطلب کے اقوال نقل کرنے پر اکتفا کی۔

۵۔ ڈاکٹر موصوف (۶-۸) سطریں رقمطراز ہیں (دیکھئے عکس نمبر ۱)

(قال الحاكم المنهال بن عمرو وعمر بن يحيى القطان وقال ابو الحسن بن القطان كان ابو محمد بن حزم يضعف المنهال ورد من روايته حديث البراء هذا ترجمہ: (امام حاکم فرماتے ہیں کہ منہال بن عمرو یحییٰ القطان نے جرح کی ہے اور ابو الحسن ابن القطان فرماتے ہیں کہ ابو محمد ابن حزم، منہال کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔ اور حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث منہال کے واسطے سے آتی ہے اس کو امام بن حزم نے

رد کیا ہے) لیکن ہمیں تہذیب التہذیب کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ جو ڈاکٹر صاحب عبارت لائے ہیں وہ نامکمل ہے۔ اسی لئے تہذیب التہذیب کی تمام عبارت آپ کے گوش گزار کی جاتی ہے نیز امام حاکم فرماتے ہیں کہ منہال بن عمرو پر بھی القطان نے جرح کی ہے اور ابو الحسن ابن القطان فرماتے ہیں کہ ابو محمد بن حزم، منہال کو ضعیف قرار دیتے تھے۔ اور حضرت ترمذی کی حدیث جو منہال کے واسطے سے آتی ہے اس کو امام ابن حزم نے رد کیا ہے۔ (یہاں تک ڈاکٹر موصوف نے نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے تاکہ اس کو قاری محترم سمجھ سکے) اور ابن ابی حازم نے جو حکایت بیان کی ہے اس میں منہال پر کوئی جرح نہیں آتا۔ تو اس کی مذکورہ حکایت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جب تک یہ حد تحریم کو نہ پہنچے یہ کوئی جرح والی بات نہیں ہے۔ لہذا یہ قول اور یہ جرح ان کی طرف منسوب کرنا صحیح نہیں ہے۔ بلکہ یہ صریحاً زیادتی ہے۔ اور آپ کو ابن معین، امام مجلی، اور ان کے علاوہ دیگر ائمہ جرح و تعدیل نے بھی ثقہ قرار دیا ہے۔

ملاحظہ ہو (تہذیب التہذیب جلد اول ص ۳۳)۔

مذکورہ بالا مثالوں سے واضح ہو جاتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب جس راہ پر گامزن ہیں اس کا علم و دانش اور تحقیق و حق جوئی سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ یہاں یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ ڈاکٹر صاحب نے طوالت کے خوف اور اختصار کی غرض سے یہ اقوال اور عبارتیں چھوڑی ہیں۔ کیونکہ اس کتاب میں جہاں ڈاکٹر صاحب کو اپنا مطلب پورا ہوتا نظر آیا ہے وہاں انہوں نے پورا قول نقل کیا ہے اور عکس بھی دیا ہے۔ صرف انہی مقدمات پر (جہاں تعدیل کا ذکر ہے) اختصار کا شوق و امن گیر ہو گیا ہے۔ یہ علمی بددیانتی اور دین سے جاہلانہ مذاق نہ تہذیب التہذیب میں ابن ابی حازم آیا ہے شاید صحیح ابن حزم ہے۔ (واللہ اعلم)۔

نہیں تو اور کیا ہے۔

منہال بن عمرو کے بارے میں خلاصہ کلام

۱۔ ائمہ جرح و تعدیل میں منہال کی تعدیل و توثیق کرنے والے :

۱۱۔ ابن معین (۲) نسائی (۳) عجلی (۴) ابن القیم وغیرہ۔

۲۔ شعبہ نے انہیں "تطریب بالقرۃ" کی وجہ سے ترک کیا ہے اور گذشتہ سطور میں ہم نے شعبہ پر ابن جریر کا اعتراض نقل کیا ہے کہ فقہا سالتہ عسی کان لا یعلم، آپ نے اس سے پوچھ لیا ہوتا۔ ممکن ہے وہ نہ جانتا ہو۔

حافظ ابن جریر کا اعتراض درست ہے کیونکہ یہ بات موجب جرح نہیں ہے۔ ۳۔ ابن ابی خثیمہ کی جس روایت کی سند ڈاکٹر صاحب نے حذف کی ہے۔

اس کے بارے میں ابن حجر کہتے ہیں کہ یہ روایت صحیح نہیں کیونکہ اس کا راوی محمد بن عمر الحنفی غیر معروف ہے۔ (المدی الساری ص ۴۷۷) اور اگر اسے صحیح

تسلیم کر بھی لیا جائے تو مغیرہ کو وہی بات ناپسند ہوئی جو شعبہ کو ناپسند ہوئی تھی۔

یعنی تطریب بالقرۃ) اور اس سے کسی ثقہ کو ضعیف نہیں قرار دیا جاسکتا۔

ابن معین کا ان کے بارے میں خفیف رائے رکھنا ممکن ہے کہ دوسروں

کی بہ نسبت ہو اور اس کی نشاندہی اس سے بھی ہوتی ہے کہ ابو حاکم نے ابن معین

سے منہال کی توثیق نقل کی ہے (الجرح والتعدیل ص ۳۵۷ جلد ۸)۔

۴۔ جوزجانی کی جرح کے متعلق حافظ ابن حجر المدی الساری میں فرماتے ہیں

(لقد قلنا غیر مرقۃ ان جرحہ لا یقبل فی اہل الکوفۃ بشدۃ انحرافہ و نصبہ) ہم بارہا کہہ چکے ہیں کہ جو زبانی کی جرح اہل کوفہ کے بارے میں قابل قبول نہیں ہے۔ کیونکہ وہ انتہائی منحرف اور ناجہی ہے۔
 ۵۔ حاکم کی یحیی القطان سے نقل کردہ حکایت مجمل اور غیر مفہوم ہے۔
 ۶۔ ابن حزم کی تضعیف ناقابل قبول ہے اور اس پر ابوالحسن بن القطان کا جواب گزر چکا ہے۔ نیز ابن القیم فرماتے ہیں کہ ابن حزم کی جرح غیر صحیح ہے۔ اور یہ کہ ”وہ وثقۃ صدوق“۔

یہاں ہم قارئین کو یہ بتلانا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ ابن حزمؒ اپنی وسعت علم اور جلالت شان کے باوصف احادیث کی تصحیح و تضعیف اور راویان حدیث کے احوال کے معاملے میں بہت متوہم مزاج ہیں۔ اس پر صرف ایک دلیل کافی ہوگی کہ وہ کتاب الفرائض میں صاحب السنن امام ترمذیؒ کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ مجہول ہیں ملاحظہ ہو تہذیب التہذیب (جلد ۳ ص ۸۵) ترجمہ الامام محمد بن عیسیٰ الترمذیؒ اسی ایک مثال سے ان کے متوہم مزاج ہونے کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔
 خلاصہ کلام یہ ہے کہ منہال بن عمر ثقہ ہے اور اس پر کی گئی جرح ناقابل قبول ہے۔ اس پر علمی بحث ہم کر چکے ہیں اور مزید برآں اس کے ثقہ ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ بخاری کے راویوں میں سے ہے۔

دوسرا راوی ”زاذان“

پہلے ہم ڈاکٹر صاحب کی کتاب ”یہ قرین یہ آسانے“ کا عکس ہم آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

صفحہ ۱۸ کا غلط نمبر ۲

اسی طرح حملہ اگر سیاہوں کی وادیت ہی موضع (گھڑی ہوئی) ہے

اس روایت میں زاذان راوی ہے۔ ابن حجر تہذیب التہذیب میں اس کے متعلق کہتے ہیں کہ کان یفعل کثیراً وہ بہت زیادہ خطا کرتا تھا شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے سلمہ بن جمیل سے زاذان کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ ابوالہجری میری نگاہ میں اس سے زیادہ اچھا ہے۔

زادان کے متعلق ابن حجر عسقلانی تقریباً تہذیب میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ فیہ شیعۃ (اس میں شیعوں) اور یہ معلوم و مشہور بات ہے کہ شیعہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کے اعمال ان کے اماموں پر پیش ہوتے رہتے ہیں اور ان کا دوزخ یا بل عقیدہ ہے کہ مردہ جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو حقوۃ (کمر) تک اس میں جان واپس آجاتی ہے۔ اپنے پہلے مائل عقیدہ کا انہار زادان نے اس روایت میں کیا ہے اور دوسرے مائل عقیدہ کا انہار روح کے بدن میں واپس لوٹنے جانے کی غلط روایت میں جو ص ۲۱ پر آ رہی ہے اصولی حدیث کا فیصلہ ہے کہ ایسا راوی جو حدیث میں اپنے فاسد عقیدہ

صفحہ ۲۱ کا عکس مندرجہ
 (۱) برائن بن عازبؓ سے منسوب روایت کہ ہر مرنیوالے کی روح کے بدن میں الیوم لائے جانے کی غلط روایا سوال جواب پہلے اس کے جس میں لوٹا دی جاتی ہے۔

(وَمُنْعَادُ رُوحِهِ فِي جَسَدِهِ.....) سروراء احمد۔ مشکوٰۃ۔ ۱۴۲۔ یہ روایت بھی ضعیف اور ناقابل اعتبار ہے۔

سند یوں ہے: عن احمد بن حنبل عن ابي معاوية عن الاعمش عن منhal بن عمرو عن زاذان عن براء بن عازب
اس روایت میں بھی شیخ زاذان کے جسکو سلمہ بن کلیل ابو الغری الذکاء بھی کہتے تھے ہیں اور دوسرا اُس کا شاگرد
منhal بن عمرو ہے۔ عبد اللہ کہتے ہیں کہ میرے والد احمد بن منhal کہتے تھے کہ ابو بکرؓ کو منhal سے زیادہ بھلا لگتا ہے اور
اس ابو بکر جعفر بن ایاس کو شعبہ نے ضعیف کہا ہے۔ ابن عیین منhal کی شان کرتے تھے عاکل نے کہا کہ کھلی بن
القطان اس کو ضعیف گردانتے تھے اور ابو عمرو بن حزم بھی اُس کو ضعیف کہتے تھے اور اُس کی اس برائے عازبؓ کی
روایت کو رد کرتے تھے۔ (تہذیب التہذیب جلد ۱ ص ۲۱۹ و ۳۲۰ و میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۲۰۰)

معلوم ہوا کہ مرنے والے کے دنیاوی خیم میں روح کا واپس لوٹنا یا مائتلاط ہے۔ دراصل مرنے والے کے اسی دنیا اور اس کے متعلقات سے سارے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں یہی بات قرآن فرماتا ہے: **وَمَنْ مَّا ذَرْبُ رُوحِ الْيَوْمِ بِمَعْنَاهُ**۔ اب مغربِ راحت کے بھی احوال مرنے والے پر گزرتے ہیں وہ عالمِ برزخ میں گذرتے ہیں اس دنیا میں نہیں۔

(۲) ایک روایت میں ہے کہ نبی صلی علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص محمد پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح

ہیں ڈاکٹر صاحب کے کلام پر مندرجہ ذیل اعتراض ہیں :

۱۔ انھوں نے یہاں بھی ضربِ جرح پر اتنا کیا ہے جیسے منہال بن عمر کے ساتھ کیا تھا۔ آگے چل کر ہم انشاء اللہ علماء جرح و تعدیل کی طرف سے زاذان کی عدالت و ثقاہت کے ریمارکس نقل کریں گے۔

۲۔ ڈاکٹر صاحب عکس نمبر ۲ کی سطر نمبر ۳ پر لکھتے ہیں کہ حافظ ابن حجر ہندی التہذیب میں زاذان کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ بہت زیادہ غلطیاں کیا کرتا تھا۔ حالانکہ حقیقت حال یہ ہے کہ یہ کلام حافظ ابن حجر کا نہیں بلکہ ابن جبار کا ہے۔ جسے حافظ ابن حجر نے اس کی کتاب "الثقات" سے نقل کیا ہے۔

۳۔ ڈاکٹر صاحب فوٹو نمبر ۲ کی سطر نمبر ۶ پر رقمطراز ہیں کہ ابن حجر نے تقریباً "میں زاذان کے بارے میں کہا ہے فیہ شیعۃ حالانکہ پوری عبارت اس طرح ہے صدوق یُرسل فیہ شیعۃ۔

۴۔ ڈاکٹر صاحب عکس نمبر ۳ کی سطر ۶ پر لکھتے ہیں (اس روایت میں بھی شیعہ زاذان ہے جس کو سلمۃ بن کہیل ابو البختری کذاب سے بھی کمتر سمجھتے ہیں)۔ حالانکہ یہ بیان بھی حقیقت سے انحراف پر مبنی ہے۔ سلمۃ بن کہیل جن ابو البختری نامی راوی کو زاذان پر ترجیح دیتے ہیں۔ وہ سعید بن فیرز ہیں جو ثقہ اور ثبوت راوی ہیں اور کتبِ ستہ میں ان کی روایات نقل کی گئی ہیں ابو البختری کی کیفیت رکھنے والے تین راوی ہیں جو المیزان ص ۲۹۲ جلد ۴ کی تفصیل کے مطابق مندرجہ ذیل ہیں :

۱۔ ابو البختری شیخ کان بصید اذلا یکاد یعوف، کذبہ دحیم،

۲۔ ابوالبختری القاضی، وہب بن وہب وقد ذکر رأی فی الإسلام،

۳۔ ابوالبختری الطائی نام سعید بن فیروز۔

ان کے بارے میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں (قال ابن سعد قال ابن ادریس عن شعبہ سألت المحکم عن زاذان فقال أكثر وسألت سلمة بن كهيل فقال ابوالبختری كثير الحديث ويوصل حديثه) اس وقت ہمارے سامنے میزان کی عبارت میں تین راویوں کے تراجم حالات، پہلا اور سب کی کنیت ابوالبختری ہے۔ اب ہمیں یہ تحقیق کرنی ہے کہ کون سے ابوالبختری کو کھیل زاذان پر ترجیح دے رہے ہیں ہم نے پہلے ابوالبختری ریشی کا ترجمہ اور تعارف دیکھا تو کوئی بات ایسے نہ ملی جس کا سلمہ بن کہیل سے کوئی تعلق ہو۔ دوسرے ابوالبختری وہب بن وہب، کے حالات چھان مارے اس میں بھی سلمہ بن کہیل کے رہا کر س کا نام و نشان نہ ملا یہی وہ کذاب راوی ہے جس کے بارے میں ڈاکٹر صاحب نے میزان میں سے بعض ائمہ کی جرح نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ سلمہ بن کہیل اس کو زاذان پر ترجیح دیتے تھے۔

جب ہم تیسرے ابوالبختری سعید بن فیروز تک پہنچے تو دیکھا کہ سلمہ بن کہیل نے مذکورہ گفتگو انہی کے متعلق کی ہے..... اس کی مزید تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ سلمہ بن کہیل نے ان سے روایت بھی کی ہے جیسے ان کے ترجمہ (حالات) کے بیان میں التہذیب ص ۴۷ جلد ۴ میں منقول ہے اس سے یہ بات واضح اور پختہ ہو جاتی ہے کہ سلمہ بن کہیل جس ابوالبختری کا ذکر کر رہے ہیں وہ آخری ابوالبختری ہیں جن کا نام سعید بن فیروز ہے، ثقہ راوی ہیں، ان میں کچھ

کچھ تشیع پایا جاتا ہے اور کثیر الادرسال ہیں اور حافظ ابن حجرؒ نے ذکر کیا ہے کہ وہ کتب سنہ کے راویوں میں سے ہیں۔
 ہم ڈاکٹر صاحب سے پوچھنے ہیں کہ ان تین اشخاص میں سے صرف دوسرے ابوالبختری روہب بن دہب، ہی کو کیوں نامزد کیا ان کی بجائے کسی دوسرے کے مقصود ہونے سے کہیں ان کی خواہش نفسانی کو ٹھیس تو نہیں لگ رہی تھی، کیا متلاشیانِ حق کے یہی اطوار ہوا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت کی راہ قبول کرنے کا حوصلہ اور توفیق نصیب فرمائے۔

زادان کی تعدیل کا بیان جسے ڈاکٹر صاحب نے نقل نہیں کیا

سلمہ بن تمیم کا قول کہ ابوالبختری مجھے زادان کی بہ نسبت زیادہ پسند ہے۔ یہ جرح نہیں ہے۔ اس سے زیادہ سے زیادہ ابوالبختری کی زادان پر ترجیح اور فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ (اور یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ جو ابوالبختری یہاں مراد ہیں وہ ثقہ اور مضبوط راوی ہیں) یہ ترجیح کم از کم زادان کے حق میں جرح نہیں ہے۔

۱۔ ابن معین کہتے ہیں (ثقة لا یسئل عنہ) تہذیب ص ۳۰۳ جلد ۳

۲۔ ابن عدی کہتے ہیں (احادیثہ لا یأس بها اذا ردی عنہ ثقہ) ۷

۳۔ ابن سعد فرماتے ہیں (ثقة كثير الحديث) تہذیب ص ۲۱ جلد ۳

۴۔ خطیب فرماتے ہیں (كان ثقة)

۵۔ عجلی رقمطراز ہیں (كوفي تابعي ثقة)

ایک شبہ کا ازالہ

ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ چونکہ اعادہ روح کا عقیدہ شیعہ فرقہ کا عقیدہ ہے۔ اس لئے زاذان سے نقل کردہ روایت کی بنا پر قبول نہیں کیا جاسکتا کیونکہ زاذان شیعہ ہے۔ پھر زاذان کے بڑتی ہونے پر انہوں نے چند روایات اکٹھی کیں۔

اس روایت کے نقل کرنے میں زاذان متفرد نہیں ہے

جواب | جیسا کہ تخریج حدیث کے ذیل میں ہم نقل کر آئے ہیں نیز ہم گزشتہ صفحات میں یہ بھی ثابت کر چکے ہیں کہ اعادہ روح کا عقیدہ اہل سنت والجماعۃ کا عقیدہ ہے اور کوئی دوسرے مسلک کا آدمی ان سے اس عقیدہ میں متفق ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ اعتقاد ہی سرے سے غلط ہے۔

اس مسئلے پر علماء نے طویل بحث کی ہے کہ مبتدع ثقہ راوی سے روایت لی جائے گی یا رد کر دی جائے گی۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر اسکی بدعت موجب تکفیر نہ ہو تو اصل اعتبار اس کی صداقت اور امانت کا ہوگا اور اخلاق اور دین داری کا اعتبار کیا جائے گا۔ امام بخاری اور امام مسلم نے بہت سے مبتدع راویوں سے روایت لی ہے اور ائمہ حدیث نے مبتدعین کی ایک بڑی جماعت کو

ثقة قرار دیا ہے ان کی روایات سے استدلال واستثنا کیا ہے اور ان کی روایات کو صحاح، سنن، معجم، مسانید اور اجزاء میں نقل کیا ہے۔ طالبان علم جانتے ہیں کہ ان روایات میں بعض ایسی بھی ہیں جو بظاہر ان کی بدعات کے مطابق ہیں۔ اس کی ایک مثال ہم پیش کرتے ہیں۔

مسلم شریف میں اعشش سے روایت منقول ہے۔ (اعشش عن عدی بن ثابت عن ذر قال علی والسذی خلق المحبۃ وبرأ الشمة انہ لعہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا اللہ لا یحببنی الامومن ولا یعضی الامنافق) اس روایت کے راوی عدی بن ثابت کے بارے میں ابن معین کہتے ہیں کہ شیعہ مفرط اور ابو حاتم کہتے ہیں صدوق کان امام مسجد الشیعۃ وقاصہم ملاحظہ ہو ترجمہ عدی بن ثابت تہذیب ص ۱۶۵ جلد ۷۔

علامہ ذہبی میزان ص ۷ جلد ۱ میں ابان بن تغلب کے ترجمہ میں فرماتے ہیں۔ (شیعی جلد کتہ صدوق فلنا صدقہ وعلیہ بدعتہ) اس کی تفصیل اصول حدیث کی کتابوں میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے ہمارا مقصد صرف اشارہ کرنا تھا۔ مثلاً شیان حق اور طالبان علم اس کی تحقیق کریں گے تو کسی مزید پہلو اباجر ہوں گے۔

خاتمہ

اہل سنت والجماعت یکپہریں کے سوال و جواب کے وقت جس قدر میت میں دوبارہ روح ڈالنے کے عقیدہ پر مکمل یقین رکھتے ہیں اور یہ کہ اس اعادہ روح سے اسکو جو برزخی حیات ملتی ہے جو اس دنیا سے یکسر مختلف اور ہمارے ادراک سے بالا ہے۔ اس پر ان کا ایمان ہے اور یہ عقیدہ قرآن سے کسی بھی صورت متعارض یا متصادم نہیں ہے۔

ہم ڈاکٹر صاحب اور ان کے اتباع سے ہمدردانہ گزارش کرتے ہیں کہ وہ اس مسئلہ پر نظر ثانی کر کے حق کو مان لیں اور کتاب و سنت اور اجماع امت سے ثابت شدہ مسائل میں اختلاف کر کے اپنی آخرت اور وحدت ملت کیلئے نقصان کا سامان نہ کریں۔ ہم سب کی اصل کامیابی اور عزت اللہ تعالیٰ کی اطاعت، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع اور امت کے

استحاد میں ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان لوگوں میں شامل فرمائیں جو اس کی رضا کے متلاشی
اور جو یا ہیں۔ ہمیں عقیدہ توحید و اتباع سنت پر زندہ رکھے اور اسی پر
خاتمہ فرمائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی نبیہ محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم اجمعین۔



1541

08199

www.KitaboSunnat.com

مفت

حاصل کرنیکا پتہ

۱۔ عاصم عبد اللہ القریوتی

جامعہ اشرفیہ، مسلم ٹاؤن - لاہور

۲۔ مجلس تحقیق اسلامی

۹۹، مادل ٹاؤن لاہور
